Biannual Research Journal
AL-IDAH
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR PAKISTAN
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
OPEN ACCESS
الإیضاح
شیخ زاید مرکز اسلامی
www.al-idah.pk
JUL-DEC 2021
VOL:39 ISSUE:2

کشمیر میں سادات اندرابیہ کی آمد اوران کی دینی وسماجی خدمات: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Religious and Social Services of Sadaat Andrabi in Kashmir

Issue: http://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/issue/view/35

URL: *http://al-idah.pk/index.php/al-idah/article/view/757.*

Article DOI: *https://doi.org/10.37556/al-idah.039.02.0757*

Author(s): Bashir Ahmad Malik

Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra Email: malikbashir661@gmail.com

Muhammad Arif

Teaching Assistant, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, MansehraEmail: arif.hu1981@yahoo.com

Muhammad Ali Sheikh

Lecturer,Islamic Studies, Shaikh Ayaz University Shikarpur.Email: mali.shaikh@salu.edu.pk

Citation: *Bashir Ahmad Malik, Muhammad Arif and Muhammad Ali Sheikh 2021. The Religious and Social Services of Sadaat Andrabi in Kashmir. Al-Idah . 39, - 2 (Dec. 2021), 246 - 259.*

Received on: **23 – Aug - 2021**
Accepted on: **29 – Nov - 2021**
Published on: **24 – Dec - 2021**

Publisher: *Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah – Vol: 39 Issue: 2 / July – Dec 2021/ P. 246 - 259.*

cc BY
Islamic Research Index
Crossref
DOAJ DIRECTORY OF OPEN ACCESS JOURNALS
INTERNATIONAL Scientific Indexing
INDEX COPERNICUS

Abstract:
Mir Syed Ahmed Andrabi is among key personalities who have contributed substantially for the uplift of Kashmir socially and religiously. His most notable work is the translation of Quran into Kashmiri language. Besides he has written books in the Arabic, Urdu and Persian languages which shall be discussed in the article.
Keywords:
Kashmir, knowledge, mystics, ignorance, Mir Syed Ahmed Andrabi, Merik Shah Andrabi, scholarly, literary, religious, political services.

تعارف:

کشمیر میں اسلام کی بنیاد سادات خاندان نے ڈالی ہے اور سب سے پہلے سید شرف الدین بلبل شاہ ترکستان سے یہاں تشریف لائے اور اسلام کی آفاقی تعلیمات سے یہاں کے لوگوں کو روشناس کرایا۔ کشمیر کے راجا رینچن شاہ کو اسلام سے متعارف کروایا جس نے بعد میں سلطان صدر الدین کے نام سے اس خطہ پر حکومت کی۔ سلطان کی وجہ سے یہاں کے لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کیا۔ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری اس بارے میں یوں رقمطراز ہوتے ہیں۔

"وروز دیگر راون چند ودیگر سرداران سلطنت و عامۃ خلائق فوج فوج بر دست حق پرست آن قدوہ کرام بہ شرف اسلام تشریف کرامت یافتند"[1]۔

ترجمہ: دوسرے روز راون چند، سلطنت کے سرداروں اور عامۃ الخلائق نے جوق در جوق، بزرگی کے اس پیشوا کے حق پرست ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو کر بزرگی کی خلعت پائی۔

یہ واقعہ ۷۲۵ھ کا ہے اس کے تھوڑے عرصہ بعد ۷۲۷ھ میں آپ کی وفات ہو گئی کشمیر میں سب سے پہلی مسجد آپ ہی نے تعمیر کرائی اور اس کے ساتھ ہی ایک خانقاہ کی بنیاد ڈالی گئی جو کہ کشمیر میں پہلی خانقاہ تھی۔ یہ مسجد اور خانقاہ آج بھی موجود ہے۔ سید شرف الدین بلبل شاہ کے بعد دوسرے بزرگ جو کشمیر میں تشریف لائے وہ سید حسین سمنانی ہیں جن کو امیر کبیر سید علی ہمدانی نے کشمیر کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا اور آپ کے ساتھ سادات کرام کی ایک بڑی جماعت تھی یہ زمانہ سلطان شہاب الدین کا تھا۔ چناں چہ اس کے بارے میں دیدہ مری یوں کہتے ہیں۔

"سید حسین سمنانی با بزرگواران دیگر از سادات کرام کہ قرابت تام بہ آنجناب داشتند بہ امر حضرت علی ثانی بہہ جہت تحقیق راہ واحوال سیرت وملت بادشاہ بکشمیر تشریف آورندد"[2]۔

اس زمانہ میں ہمدان اور سمنان کے علاوہ کشمیر میں بہت سے سادات کرام تشریف لائے اور ہمیشہ کے لئے اسی سر زمین کو اپنا وطن بنایا اور یہیں آسودہ خاک ہوئے۔ مثلاً سیستان ، خراسان ، خوارزم ، کرمان ، ختلان ، شیراز ، بغداد ، روم ، شام ، اندراب ، ترکستان بخارا ، بلخ ، قم ، بیہق ، ہرات ، پشاور ، بصرہ وغیرہ۔

سادات گیلانیہ شیخ عبدالقادر جیلانی ، سادات نقشبندیہ خواجہ عبدالرحیم نقشبندی وحضرت خواجہ علاؤالدین عطاری ، سادات اندرابیہ میر میرک اندرابی اور سادات منطقی بیہقی سید حسین تاج الدین بیہقی کی اولاد سے ہیں۔ اس کے علاوہ سادات دوار کی سید داؤد دوار کی اور سادات ہمدانیہ سید علی ہمدانی اور سید تاج الدین کی اولاد سے ہیں یہ سب سادات کرام بیرون کشمیر سے یہاں تشریف لائے[۳]۔

سادات پہلے پہل صرف صوفی منش تھے اور عبادت وریاضت اور درس وتدریس کے علاوہ دیگر سیاسی وسماجی امور میں کوئی حصہ نہیں لیتے تھے۔ رفتہ رفتہ امور جہان بانی میں حصہ لینا شروع کیا اور پھر نوبت یہاں تک پہنچی امور سیاست میں ان کے حکم کے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں دیا جاتا تھا[۴]۔ سادات کی تمام اقسام کے بارے میں اگر لکھا جائے تو کئی دفتر اس کے لئے درکار ہوں گے لیکن زیر نظر مقالہ میں صرف سادات اندرابیہ کے بارے میں تفصیلی بحث کی جائے گی تاکہ اس خاندان کے دینی ، سیاسی اور تصنیفی وتالیفی خدمات کے بارے میں آگاہی ہوسکے۔

سادات اندرابیہ :

"اندراب" افغانستان کے ایک سرسبز وشاداب اور مردم خیز شہر کا نام ہے جو کابل اور بلخ کے درمیان ایک مشہور قصبہ ہے۔ اس کی آب وہوا بڑی خوش گوار اور باشندے نہایت شریف ، بہادر اور سخی ہیں۔ ان کی زبان فارسی ہے اور علمی چرچا بہت ہے یہاں علماء کی بڑی کثرت ہے۔ مساجد کے ساتھ علمی مراکز بھی جابجا موجود ہیں جن میں تشنگان علوم اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔ اس شہر کے لوگوں کی خصوصی صفت یہ ہے کہ یہ کذب بیانی کو خاص طور پر ناقابل عفو گناہ تصور کرتے ہیں بالخصوص نسب کے بارے میں جھوٹا دعویٰ کرنا ان کے نزدیک بڑا سنگین جرم ہے[۵]۔

سادات اندرابیہ کی اولاد نویں پشت تک اندراب ہی میں رہی اور دسویں پشت سے سید احمد اندرابی اپنے حقیقی ماموں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کے ہمراہ کشمیر روانہ ہوئے یوں اس خاندان نے اندراب سے کشمیر کی جانب ہجرت کی۔ اس زمانہ میں کشمیر پر سلطان قطب الدین کی حکومت تھی۔ امیر کبیر کچھ عرصہ کے بعد واپس چلے گئے لیکن آپ کے ساتھ آنے والے بہت سے سادات علماء ومشائخ یہیں رہ گئے ان میں سید احمد اندرابی بھی تھے۔ سلطان قطب الدین کی وفات کے بعد سلطان سکندر بت شکن نے حکومت سنبھالی تو آپ کی جلالت شان اور علم وعمل کا شہرہ سن کو آپ کا گرویدہ ہوگیا۔ چناں چہ محلّہ ملارٹہ میں ایک خانقاہ (اندرابیہ) آپ کے لئے تعمیر کرا

دی اور اس خاندان نیز خانقاہ اندرابیہ کے متعلقین کی خورد ونوش اور اس کے اخراجات کے لئے چند دیہات بطور جاگیر کے وقف کر دیئے[۶]۔

میر سید احمد "اندراب" سے کشمیر تشریف لائے تھے اس لئے "اندرابی" ہی مشہور ہوئے اور آپ کی اولاد کشمیر اور بیرون کشمیر مختلف مقامات پر اسی نام سے پہچانی جاتی ہے۔ سید احمد اندرابی امیر کبیر کے حکم سے یہاں تبلیغ دین اور اصلاح خلق کے کاموں میں مصروف رہے۔ سماج کی برائیوں اور بے راہ رویوں کی وجہ سے یہاں کی فضا مسموم ہو گئی تھی اس کو آپ نے اپنے مواعظ حسنہ اور اخلاق جمیلہ سے درست کیا اور آپ کی تعلیمات کی بدولت پست اخلاقی کے اندھیرے ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے۔

میر سید احمد اندرابی کی وفات کے بعد آپ کے فرزند میر سید محمد اور ان کے فرزند سید بدر الدین ابراہیم اور ان کے فرزند میر شمس الدین اور ان کے فرزند میر سید محمد میرک اندرابی تھے جو یکے بعد دیگرے اپنے جد امجد میر سید احمد اندرابی کے خلیفہ و جانشین مقرر ہوئے۔

میر شمس الدین اندرابی صحیح النسب سادات میں سے تھے۔ آپ سلطان زین العابدین بڈ شاہ کے زمانہ میں کشمیر تشریف لائے۔ سلطان اہل علم وفضل کا قدردان تھا اس لئے آپ کے علم وفضل، کشف وکرامات کا سن کر آپ کی عزت افزائی کی اور آپ کے لئے ایک خانقاہ بنوائی اور اس کے اخراجات کے لئے کئی گاؤں وقف کئے۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو قلعہ کے اندر مسجد ملا شاہ کے دامن میں آپ کا مزار بنوایا[۷]۔

میر سید محمد میرک شاہ اندرابی علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے آپ کے حالات وواقعات سے تذکرہ و تاریخ کی کتب بھری پڑی ہیں۔ بابا داؤد مشکوٰتی آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

آپ بڑے زاہد وعابد تھے پہلے اویسی نسبت تھی لیکن بعد میں سید نعمت اللہ حصاری سے ربط معنوی قائم کر لیا اور خلوص ارادت کے ساتھ اپنی دینی محبت ان سے قائم کر لی[۸]۔

ان حضرات نے کشمیر میں علمی، دینی، روحانی اور سیاسی میدانوں میں بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔

میر سید محمد میرک شاہ اندرابی کی تعلیم وتربیت:

سید محمد میرک شاہ اندرابی کی پیدائش ۱۳۰۶ھ میں ہوئی آپ حضرت حسین کی اولاد میں سے تھے اور آپ کے والد میر سید شمش الدین اندرابی[۹] اپنے وقت کے مشائخ میں سے تھے اس لئے خاندانی وجاہت وشرافت آپ کو پہلے سے حصہ میں آئی تھی۔ بچپن سے ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اس کے بعد اپنے بہنوئی مولانا سید احمد سعید اندرابی سے علم صرف میں "صرف ہوائی" اور علم فقہ میں "خلاصہ کیدانی" اور والد ماجد سے "کریما" اور "نام حق" پڑھی۔ درمیانی درجہ کی کتب مولانا سید احمد سعید اندرابی، مفتی محی الدین فتحکدلی، مولانا محمد حسین وفائی سے پڑھیں[۱۰]۔ اساتذہ کرام کی شفقت ومحنت سے امتیازی حیثیت سے ان تمام کتب کا امتحان پاس کیا اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے ماہی بے آب کی طرح بے قرار رہنے لگے۔

حسن اتفاق سے حضرت شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیری دارالعلوم دیوبند سے اپنے آبائی گاؤں لولاب تشریف لائے تھے کہ سید میرک شاہ اندرابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔علامہ کشمیری نے آپ کی علمی شان وشوکت اور قابلیت کا اندازہ لگا لیا چناں چہ آپ کو دارالعلوم دیوبند حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ سرینگر سے باہر قدم رکھنا بڑا مشکل کام تھا مگر علمی ذوق و شوق نے اس سفر کو آپ کے لئے آسان بنادیا۔اس سفر میں آپ کے ساتھ میر واعظ مولانا یوسف شاہ بھی تھے چناں چہ یہ دونوں حضرات دار العلوم دیوبند پہنچ گئے۔ شیخ الحدیث مولانا انور شاہ کشمیری اور دیگر اساتذہ کی نظر کیمیا کے اثر سے آپ نے کم و بیش سات سال تک اس ممتاز درسگاہ سے علوم متداولہ کی کتب مکمل کیں اور امتیازی حیثیت سے پاس ہوئے۔اسی دوران پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور اول آنے پر آپ کو گولڈ میڈل سے نوازا گیا اور ماہوار ۳۰ روپے وظیفہ جاری کیا گیا۔۱۹۲۰ء میں منشی فاضل کے امتحان میں شامل ہوئے لیکن والد گرامی کے انتقال کی خبر ملی اور برابر امتحان دیتے رہے اور کامیاب بھی ہوئے۔

عملی زندگی کا آغاز:

۱۹۲۰ء سے ہی اپنے اساتذہ کرام کے حکم سے دارالعلوم دیوبند میں مدرس اور نائب مفتی کی حیثیت سے کام کرنا شروع کیا۔ جامعہ امدادیہ مرادآباد میں تدریسی خدمات کے علاوہ صدر مفتی کے طور پر کام کیا اور افتاء کے شعبہ کو چار چاند لگائے۔مرادآباد میں ہی ایک مسجد میں روزانہ آپ درس قرآن دیا کرتے تھے جس میں بڑے بڑے فضلاء اوراعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ شامل ہوتے اور آپ کے نادر درس سے فیض یاب ہوتے تھے۔

دارالعلوم (اعظم گڑھ)، حیدرآباد، سندھ اور جامعہ مدنیہ لاہور وغیرہ مقامات پر کہیں صدر المدرسین اور کہیں شیخ الحدیث اور اعلیٰ معیاری علمی مجالس کے صدر و ناظم کی حیثیت سے علمی و دینی خدمات سرانجام دیں ۔ایک ایسا وقت آیا کہ فرقہ پرست جماعتوں نے راجپوتانہ میں ایک طوفان برپا کر دیا اور مذہب کی تبدیلی کا نعرہ لگنے لگا۔اس سے کشیدگی اور منافرت کے زہریلے اثرات کا پیدا ہونا اور وسیع پیمانے پر پھیلنا ایک ناگزیر امر تھا اس تحریک سے مسلمان ہی عموما متاثر ہو رہے تھے۔چونکہ یہ زمانہ انگریزوں کا دور حکومت کا تھا اس لئے مسلمانوں نے کمال دانشمندی سے ملک کے کونے کونے میں علماء وفضلاء کی جماعتیں اس فتنہ کے تدارک کے لئے روانہ کیں ۔دارالعلوم دیوبند اور جمیعت علماء ہند نے بھی اس کے لئے ایک مشترکہ وفد روانہ کیا اس کی قیادت مولانا سید میرک شاہ اندرابی کرتے تھے"۔آپ کی معیت میں یہ قافلہ مدت تک وہاں مقیم رہا اور کمال دانشمندی سے مخلوق خدا کی صحیح راہ نمائی کرتے رہے اس حکیمانہ دفاع نے سارے ملک میں پھیلی منافرت کو ختم کیا اور سب لوگ بار دوہ باہم شیر وشکر ہو خوشگوار زندگی بسر کرنے لگے۔

علاقہ گریز میں اصلاحی وتجدیدی کارنامہ:

اپنے وطن میں علاقہ گریز کی پسماندہ مسلم آبادی کے لوگوں کو عیسائی مشنری نے لالچ اور دیگر نامناسب ذرائع کے ذریعے سے ارتداد کے جال میں پھنسایااور یہاں کے امن کو سبو تاژ کرنے کی کوشش کی تو اس میں ربرٹ سن نام ہی پادری کی زیادہ عمل داری تھی۔انھوں نے مشنری فنڈ سے یہاں ایک سکول قائم کیا جس کے مدرس سلام دین نامی شخص کو یہ اسی فنڈ سے تنخواہ بھی دیتے تھے۔یہ غربت زدہ مسلم آبادی کی پسماندگی کا ناجائز استحصال تھا۔جب یہ خفیہ سازش منظر عام پر آئی تو سب سے پہلے اس کے تدارک کے لئے مولانا غلام احمد علوی نے علم جہاد بلند کیا اور کمال دانشمندی سے اس فتنہ کو فرو کرنے کی کوشش کی اس کے ساتھ ہی مولانا میرک شاہ اندرابی و کو بھی ساتھ شامل کیا یوں پادری مشنری سکول کوایک مدرسہ میں تبدیل کیااور ارتداد میں پھنسے لوگوں کو توبہ تائب کر کے دوبارہ دین اسلام پر کاربند کیا۔آپ کی کوشش سے اس درسگاہ کے مصارف کے لئے "جمعیت مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ" نے بھرپور تعاون کیااور یوں ارتداد اور منافرت کا ہمیشہ کے لئے سد باب ہو گیا[۲]۔

مولانا میرک شاہ اندرابی علم طب میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھےآپ کے شاگردوں میں بہت سے اطباء گزرے ہیں۔علم طب کی تمام کتب بہت آسانی سے پڑھایا کرتے تھے۔بو علی سینا کی کتاب قانون کا درس آپ نے سہل انداز میں پیش کیا اور سوپور کے قیام کے دوران آپ کا یہ درس بہت معرکۃ الآراء ہوا کرتا تھا۔اس درس میں آس پاس کے مشہور اطباء شامل ہوتے اور کہا کرتے تھے کہ ہم نے پہلے بھی یہ کتاب پڑھی تھی لیکن مولانا کا درس تو کچھ اور ہی تھااس سے فن طب کے حقائق ومعارف کچھ یوں نظر آتے تھے جو اس سے پہلے کبھی نہیں نظر آئے آپ کے لکھے ہوئے نسخے تیر بہدف ہوتے تھے۔

مولانا ڈوگرہ حکومت کی قانونی پابندیوں سے کبھی بھی مایوس نہیں ہوئے اور انجمن سازی اور تنظیموں کا قیام ریاست بھر میں ممنوع تھا، تبلیغی پروگراموں کو پرامن اور قانونی طریقہ سے آگے بڑھاتے رہے۔بہت سے علاقوں میں اقامت نماز کے لئے مساجد کا قیام اور ایک خاص تنظیم کی ضرورت تھی اس کے لئے آپ نے مست،،پیام انجمن تحفظ نماز وستر ورات،، تجویز کیا۔اس کام کے لئے آپ نے مولانا آزاد قریشی کا انتخاب کیا۔اس زمانہ میں عام طور پر دیہاتی خواتین پاجامہ نہیں پہنتی تھیں اس تنظیم کے ذریعے خواتین میں یہ شعور بیدار کیا گیا جس کی وجہ سے نماز اور ستر وحجاب کے احکامات سے لوگوں کو آگاہی ہوئی[۳]۔

سوپور میں علمی وسماجی کارنامے:

مولانا کا علمی مشغلہ درس وتدریس تھا اس لئے آپ نے اس کام کے لئے سوپور کا مردم خیز علاقہ منتخب کیا۔یہاں کے مخیرّ اور علم دوست احباب کے تعاون سے آپ نے ایک انجمن قائم کی جس کا نام "انجمن معین الاسلام" رکھا جس کی بدولت بہت سے تشنگان علوم کی پیاس بجھائی اور آج بھی وہاں ایسے اصحاب علم موجود ہیں جن کا فیض آج بھی جاری وساری ہے۔

آپ کا ارادہ تھا کہ یہاں کوئی دار العلوم قائم کیا جائے لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور دوسری اہم وجہ یہ بھی تھی کہ ذاتی مصروفیات کی وجہ سے آپ اس اہم کام کی طرف توجہ نہ دے سکے لیکن اس کے باوجود انجمن کے تحت کئی ادارے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

قیام سوپور کے دوران ایک بار قصبہ میں ہولناک آگ لگ گئی جس سے لوگوں کے گھروں کی شناخت ہی مٹ گئی اور عدالتوں میں مقدمات کی بھرمار ناگزیر تھی جس کی وجہ سے مقدمہ بازیوں میں برسوں لگ جانے اور مصیبتوں میں اضافے کا خطرہ تھا۔آپ نے اس نازک موقع پر "شرعی دار التحکیم "کے قیام کا اعلان کیا اور تمام لوگوں نے اس کا خیر مقدم کیا۔ مولانا نے دوسرے اہل علم کے ذریعے سے لوگوں کے مدعا کو سنا اور مدعا علیہ کو اپنے حق میں دلائل پیش کرنے کا حق دیا۔ ضرورت پڑنے پر خود بھی جاتے یوں تھوڑے وقت میں سب کا معاملہ درست ہو جاتا اور کسی کو ناانصافی اور ظلم کا اندیشہ بھی نہ ہوتا بلکہ باہمی ہمدردی ومساوات کے ساتھ دوبارہ آبادکاری کا سلسلہ شروع ہو گیا سوپور کی جامع مسجد اور عید گاہ آپ کی زندہ یادگاریں ہیں۔ جامع مسجد کو اب بہت وسعت دی گئی ہے "[۱۴]۔

آپ نے کچھ عرصہ بارہ مولہ میں بھی گزارا اور علمی و تبلیغی اثرات سے وہاں کے لوگوں کو مالا مال کیا۔

روحانی تربیت:

مولانا نے اپنے والد بزرگوار سے روحانی تربیت حاصل کی تھی اور سلسلہ قادریہ میں ان سے بیعت کی تھی اور آپ کو ان کے خلفاء میں شمار کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ سلسلہ کبرویہ، سہروردیہ، نقشبندیہ میں بھی اپنے شیخ سے مستفید ہوئے۔ مشائخ ہند میں سے شاہ صاحب، مولانا اشرف علی تھانوی سے سلسلہ چشتیہ میں استفادہ کیا۔ لیکن دونوں نے پہلی ہی بیعت کو کافی سمجھا اور تجدید کی ضرورت پر اتفاق نہیں کیا۔ گویا سلاسل اربعہ میں آپ نے بیعت کر رکھی تھی لیکن سلسلہ قادریہ میں آگے بیعت اجازت کرتے رہے[۱۵]۔

سیاسی جدوجہد:

مولانا نے سیاسی میدان میں طالب علمی کے زمانہ میں قدم رکھا جبکہ آپ دار العلوم دیوبند میں پڑھ رہے تھے۔ دراصل متحدہ ہندوستان میں تحریکِ آزادی نے جنم لیا اور اس کا بنیادی منبع دار العلوم دیوبند تھا۔اس تحریک کے بانی شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور آپ کے رفقاء کار تھے جس کی پاداش میں شیخ الہند، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا عزیز گل کو مالٹا کی جیل میں جانا پڑا۔اس لئے دار العلوم دیوبند کے فضلاء کا سیاسی میدانوں میں کام کرنا کوئی اچھنبے کی بات نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ سید میرک شاہ اندرابی بھی کشمیر کی محکومانہ زندگی سے بہت رنجیدہ خاطر رہتے تھے۔

ہندوستان میں جب تحریک خلافت شروع ہوئی تو اس میں مولانا آزاد، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا حسرت موہانی وغیرہ سرکردہ رہنماؤں نے حصہ لیا تو مولانا میرک شاہ اندرابی نے کشمیر میں اس تحریک کو شروع کیا اور اس تحریک میں میر واعظ کشمیر مولانا محمد یوسف شاہ کا بھرپور تعاون رہا۔ یہ تحریک حریت کشمیر (۱۹۳۱ء) سے کوئی سات آٹھ سال قبل کی بات ہے اس تحریک نے کشمیری عوام کو جمود سے نکالا اور لوگوں کو تحریک خلافت کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ یوں اس تحریک کی وجہ سے لوگوں میں غلامی سے چھٹکارا پانے کی ہمت اور صلاحیت پیدا ہوئی گویا تحریک خلافت تحریک حریت کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ جب ۱۹۳۱ء میں تحریک حریت کا آغاز ہوا تو مولانا نے اس میں بنیادی کردار ادا کیا[۱۶]۔

ڈوگرہ حکومت اس تحریک کی وجہ سے بوکھلاہٹ کا شکار ہوگئی اور اس تحریک کے سرکردہ رہنماؤں کو گرفتار کرنا شروع کیا جس کی بدولت یہ تحریک کمزور پڑنا شروع ہوئی لیکن مولانا نے اس تحریک میں جان ڈالی اور شاہی مسجد میں وعظ و تبلیغ کا اہتمام کیا اور مسلسل پندرہ دن تک یہ سلسلہ جاری رکھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں میں ایمانی غیرت اور سیاسی بیداری کا شعور اجاگر ہوا۔ ڈوگرہ حکومت کی طرف سے مولانا کے گھر کا کئی بار محاصرہ کیا گیا اور آپ کے مکان کی تلاشی لی گئی۔ سی آئی ڈی کی رپوٹوں کے مطابق آپ کی "زرد پٹی" کا خاص طور پر ذکر کیا جاتا تھا[۱۷]۔

پاکستان میں آمد:

۱۹۴۷ء میں جب ہندستان کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تب آپ پاکستان میں موجود تھے چناں چہ آپ سیاست سے کنارہ کش ہو کر علمی و دینی مصروفیات میں منہمک ہوگئے۔ آپ اورینٹل کالج لاہور میں ایک ممتاز پروفیسر کی حیثیت سے مسند درس پر متمکن ہوگئے تھے لہٰذا لاہور میں ہی تشنگان علوم کو مستفید کرتے رہے اور اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کو خالص اسلامی ریاست بنانے کی کوشش میں مصروف رہے۔ لیاقت علی خان اور خواجہ ناظم الدین نے آپ کو اعلیٰ عہدوں کی پیشکش کی لیکن آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ خالص اسلامی مملکت میں ایک ادنیٰ ملازم کی حیثیت سے کام کرنے پر مجھے فخر ہے۔ عمر کے آخری دور میں آپ کی صحت خراب رہنے لگی لہٰذا اورینٹل کالج کی خدمات سے سبکدوش ہوگئے اور سکھر (سندھ) میں احباب کے اصرار پر کوئی دو سال کے لگ بھگ شیخ الحدیث کی حیثیت سے خالص دینی خدمات سرانجام دیتے رہے[۱۸]۔

صدر اوقاف بورڈ پنجاب:

پنجاب بورڈ کی حکومت نے آپ کو اوقاف بورڈ کا صدر منتخب کیا یہاں آپ نے نہایت خلوص اور دیانت داری سے کام کیا۔ آخر میں آپ کی صحت خراب ہوگئی اور صاحب فراش ہوگئے لیکن اس حالت میں بھی علمی و سیاسی حلقوں کو اپنے مفید مشوروں سے مستفید فرماتے رہے اور ضروری ہدایات دیتے رہے۔ آپ نے بیماری کے ایام کو نہایت صبر و استقلال سے برداشت کیا۔

شعر وسخن میں طبع آزمائی:

مولانا شعر و سخن میں بھی طبع آزمائی کیا کرتے تھے آپ کے عربی قصائد ہندوپاک کے علمی رسالوں میں چھپ چکے ہیں۔ان میں نعتیہ قصائد بھی ہیں اور اپنے بزرگوں اور اساتذہ کرام کے مراثی بھی ہیں۔اس کی ایک مثال درج ذیل ہے۔

فدی لک نفسی ثم امی ووالدی۔۔۔وولدی وو جھی ثم ماا تجل

آپ نے اپنے استاد مولانا انور شاہ کشمیری کے وصال پر دو مرثیے عربی زبان میں لکھے جو کہ "نفحۃ العنبر "میں چھپ چکے ہیں[۱۹]۔

آپ کا ایک مرثیہ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمٰن نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے جس سے دو شعر بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔

یبکی طالبوا درس البخاری۔۔۔ومغترفوا المعارف والزمام

اَلا یا موت رفقا ثم رفقا۔۔۔اَلا تبقی علی سبل السلام[20]

اسی طرح فارسی میں بھی طبع آزمائی کرتے تھے ایک طویل نظم "شب "کے نام سے فارسی میں لکھی ہے۔

تصنیفی و تالیفی خدمات:

سید میر میرک اندرابی ہندوستان میں بہت سے علمی اداروں س وابستہ رہے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اس لئے آپ کو زیادہ تر دور دراز کے سفر بھی کرنے پڑتے تھے۔اس کے باوجود آپ نے تصنیفی و تالیفی میدان میں بہت بڑا علمی ذخیرہ چھوڑا اور آپ نے ہر فن میں طبع آزمائی کی جس سے آپ کے تبحر علمی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔قیام پاکستان کے بعد آپ یہاں ہی رہ گئے اور خرابی صحت کی وجہ سے زیادہ تصنیفی و تالیفی کام کی طرف توجہ نہ دے سکے۔

آپ نے خود اپنی تصنیفات کی جو نشاندہی کی ہے اس کے مطابق آپ کی کتب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام کتاب	فن زبان
شرح مؤطا امام مالک	حدیث عربی
ترجمہ اسفار اربعہ سفر رابع	فلسفہ اردو
عقیدۃ المحد ثین فی حیوۃ النبیین	حدیث اردو
شرح سبعہ معلقہ	ادب عربی
ترجمہ اکفار الملحدین	کلام اردو
نفح القاری والسامع	فقہ اردو
شرح مسلم العلوم	منطق اردو

حاشیہ محیط الدائرہ	عروض عربی	
اھنأ النجع	فقہ اردو	
رسالہ در تحقیق تعدد جمع	فقہ اردو	
رسالہ در حکم جماعت مرزائیہ	فقہ عربی	
رسالہ در تحقیق کدعہ حدیث	عربی	
رسالہ در تحقیق تناسخ کلام	اردو	
لغات جدیدہ	لغت اردو، عربی	
رسالہ در تحقیق تثلیث	کلام اردو	
رسالہ در تحقیق طلاق فقہ	اردو	
شرح چہل کاف	ادب عربی، اردو، فارسی	
تحقیق تلفظ ضاد	فقہ و تجوید اردو	
شرح قصیدہ بانت سعاد	ادب فارسی	
شرح قصیدہ غوثیہ	ادب فارسی	
رسالہ در تحقیق حکم مفقود	فقہ اردو	
ترجمہ کشف الاسرار	تصوف	اردو
ترجمہ کشف المحجوب	تصوف	اردو

ان کے علاوہ بھی آپ کے کئی چھوٹے بڑے رسائل مطبوعہ و غیر مطبوعہ ہیں۔

قرآن مجید کا کشمیری زبان میں ترجمہ:

مولانا سید میرک شاہ کی آخری تصنیف قرآن مجید کا کشمیری زبان میں ترجمہ اور اس کے ساتھ ساتھ اردو میں اس پر کچھ حواشی لکھے ہیں۔آپ کا ترجمہ پارہ سیقول سے دستیاب ہے اور آخری دو پاروں کا ترجمہ ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکا۔غالب گمان یہی ہے کہ بیماری کی وجہ سے یہ دو پارے رہ گئے ہوں۔حواشی بھی مکمل نہیں ہیں لیکن ایک مقام پر آپ نے خود یہ لکھا ہے کہ ترجمہ کی تکمیل کے بعد حواشی کا کام کیا جائے گا لیکن عمر مستعار نے وفا نہ کی اور یہ کام پورا نہ ہو سکا۔البتہ ستائیس پاروں کا ترجمہ دستیاب ہے اس کی تکمیل آپ کے فرزند مولوی نبیہہ احمد کر رہے ہیں۔

خاندان اندرابیہ میں پہلے بھی استاد العلماء علامہ میر سید سعید اندرابی نے قرآن مجید کی تفسیر جلالین کے طرز پر کی تھی جو کہ عربی زبان میں تھی اور ترجمہ القادریہ کے نام سے ۱۲۶۶ھ میں فارسی زبان میں کر چکے تھے گویا آپ نے شاہ ولی اللہی خاندان کی طرح اس سنت کو پورا کیا اور کشمیر میں ترجمہ و تفسیر کے حوالے سے ایک

اہم کردار ادا کیا[۲۱]۔ اسی طرح میر واعظ خاندان نے بھی قرآن مجید کا ترجمہ و مختصر تفسیر کر کے اس سنت کو زندہ کیا ہے اس بارے میں راقم کا تحقیقی مضمون میر واعظ مولانا محمد یوسف شاہ کی دینی، ملی و سیاسی خدمات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی دینی و سماجی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے

وفات (۱۳۰۶ھ۔ ۱۳۹۳ھ):

مولانا میرک شاہ اندرابی کو ہمیشہ اپنے وطن واپس آنے کا خیال رہتا تھا کیونکہ آپ تحریک حریت کے بانیوں میں سے تھے اور یہ امید رکھتے تھے کہ کسی نہ کسی وقت ظلمت کے بادل چھٹ جائیں گے لیکن حکومت وقت نے کبھی بھی آپ کو یہ سہولت فراہم نہ کی۔ آپ کی وفات (۱۳۹۳ھ) کی خبر اور تبصرہ ریڈیو لاہور سے نشر ہوا اور آپ کے جنازہ میں ملک کی مقتدر شخصیات نے شرکت کی اور نماز جنازہ آپ کے ہم وطن دوست مولانا بہاؤالحق قاسمی کشمیری نے پڑھائی۔ ماڈل ٹاؤن لاہور کے وسیع قبرستان میں علم و فضل کے اس پیکر عظیم کو آسودہ خاک کیا گیا۔ آپ کی ولادت اور وفات کی تاریخ خواجہ محمد امین نے یوں نکالی ہے۔

خاص خدائے (۱۳۰۶ھ) زادہ و مردہ چراغ بزمِ (۱۳۹۳ھ) علم
زیست وفا و شد بریں ختم حیات مستعار[۲۲]

نتائج البحث:

۱. خطۂ کشمیر میں سادات اندرابیہ سری نگر، لولاب، پلوامہ، بارہ مولہ، پونچھ وغیرہ کئی جگہوں پر آباد ہے۔
۲. آپ کا خاندان زراعت کے کام کے ساتھ ساتھ پیری مریدی کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے اور کشمیر میں اپنے خاندانی وجاہت اور علم و فضل کا صحیح امین بھی ہے۔
۳. میر سید میرک اندرابی برصغیر پاک و ہند کے اہل علم علماء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ کی ساری زندگی علمی، تبلیغی اور اصلاحی مشاغل میں گزری اس کے علاوہ سیاسی کاموں میں غیر معمولی سرگرمی کے ساتھ آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا۔
۴. آپ نے عمر کے آخری تیس سال پاکستان میں گزارے اور زیادہ وقت علمی و دینی مشاغل کے لئے وقف کیا۔ آپ کی دینی، سماجی و سیاسی خدمات کی بدولت آج بھی آپ کا خاندان کشمیر، پاکستان اور ہندوستان میں مشہور و معروف ہے۔

۵. آپ کی نسل سے اندرابی خاندان کشمیر، پنجاب اور بہار و بنگال میں موجود ہیں۔آپ کی تصانیف جلیلہ کو منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے تاکہ عوام الناس آپ کے علمی وادبی خدمات سے واقف ہوسکے اور یہ علمی وادبی ذخیرہ محفوظ ہو جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ تاریخ کشمیر اعظمی، دیدہ مری، خواجہ محمد اعظم، غلام محمد ونور محمد تاجران کتب مہاراج رنبیر گنج بازار سری نگر، ص: ۳۰، سن: ندارد

Tarikh Kashmir A'zmi, Dida Muree, Khawaja Muhammad A'azam, Ghulam Muhammad wa Noor Muhammad Tajiran Kutub, Maharaaj Ranbir Gunj Bazar, Siri Nagar, P:30

۲۔ ایضا، ص: ۳۵ Ibid, P:35

۳۔ سادات کے خاندان کی مکمل تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ مکمل تاریخ اقوام کشمیر، فوق، محمد دین، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، ص: ۱۳۶۔۱۷۳، سن: ندارد

Mukammal Tarikh ka Aqwam-e-Kashmir, Fawq, Muhammad Din, Mushtaq Book Corner, Al-Karim Market, Urdu Bazar, Lahore, PP:136-173

۴۔ مکمل تاریخ اقوام کشمیر، فوق، محمد دین، ص: ۱۳۷۔۱۳۹، سن: ندارد

Mukammal Tarikh ka Aqwam-e-Kashmir, Fawq, Muhammad Din, PP: 137-139

۵۔ ان کے سلسلہ نسب کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ تاریخ اقوام کشمیر، فوق، محمد دین، ویری ناگ پبلشرز، میرپور، آزاد کشمیر، ج: ۲، ص: ۳۱۳، ط: ۲، سن: ۱۹۹۱ء

Mukammal Tarikh ka Aqwam-e-Kashmir, Fawq, Muhammad Din,Veri Nag Publishers, Mir pur Azad Kashmir, 1991ac, Vol:02, P:313

۶۔ مکمل تاریخ اقوام کشمیر، فوق، محمد دین، ص: ۱۴۳

Mukammal Tarikh ka Aqwam-e-Kashmir, Fawq, Muhammad Din,P:143

۷۔ تذکرہ اولیاء کشمیر، حسن شاہ، کھویہامی، غلام محمد نور محمد تاجران کتب مہاراج گنج، سرینگر، ص: ۶۱، سن: ۱۹۸۹ء

Tadkira Awliya Kashmir, Hasan Shah, Kahoyihamy, Ghulam Muhammad Noor Muhammad Tajiran Kutub, Maharaaj Gung, Siri Nagar, 1989ac, P:61

۸۔ میر سید میرک اندرابی کے فضائل و مناقب کے بارے میں ملاحظہ ہو۔ ریاض الاخیار، اردو ترجمہ اسرار الابرار، شعبہ نشر واشاعت، ادارہ محبوب العالم، سرینگر، ص: ۲۹۴۔۲۹۷، سن: ۱۹۸۹ء

Riyad Al-Akhbar, Urdu Translation Asrar al-Abrar, Shuba Nashr o Isha't, Idarah Mahboob al-a'alam, Siri Nagar, 1989ac, P:294-297

۹۔ آپ کے والد گرامی کے نام کے بارے میں تذکرہ نگاروں میں سے بعض نے سید مصطفیٰ شاہ اور بعض نے سید شمس الدین اندرابی لکھا ہے۔مزید تفصیل کے لئےملاحظہ ہو۔ ریاض الاخیار،ص۲۶۵۔۲۶۶، تذکرہ اولیاء کشمیر، ص: ۶۲،تاریخ اقوام کشمیر، ص: ۱۴۳ہمارا ادب مشاہیر نمبر، ص: ۲۱۲۔۲۲۲(محقق)
Riyad Al-Akhbar, PP:265-266 / Tadhkirah Awliya Kashmir,P:62 / Tarikh Aqwam e Kashmir, P:143 / Hamara Adab , Mashahir No, PP:212-222

۱۰۔ ہمارا ادب مشاہیر نمبر، محمد یوسف ٹینگ، مقالہ نگار، سید نبیہ احمد اندرابی، ناشر، سیکٹری جموں وکشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر، ج: ۲، ص: ۲۲۵س ن: ۱۹۷۹ء۔
Hamara Adab, Mashahir No, Muhammad Yousaf Tyng, Maqala Nigar, Syed Nabiyya Andrabi, Publisher: Secretary Jamu wa Kashmir Academy of Art culture and Languages, Sirinagar, 1979ac, Vol:2, P:225

۱۱۔ مشاہیر علماء، ڈاکٹر، قاری فیوض الرحمٰن، فرنٹیئر پبلشنگ کمپنی، اردو بازار لاہور، ج: ۲، ص: ۹۲۹، س ن: ندارد
Mashahir Ulama, Dr Qari Foyuz Al-Rahman, Frontier Publishing Company, Urdu Bazar Lahore, Vol:2, P:292

۱۲۔ ہمارا ادب مشاہیر نمبر، محمد یوسف ٹینگ، مقالہ نگار، سید نبیہ احمد اندرابی، ج: ۲، ص: ۲۲۸۔۲۲۹۔
Hamara Adab, Mashahir No, Muhammad Yousaf, Teng, Syed Nabiyya Andrabi, Vol:2,PP:228-229

۱۳۔ ایضاً، ص: ۱۳۱ Ibid,P:131

۱۴۔ ایضاً، ص: ۱۳۲ Ibid,P:132

۱۵۔ مشاہیر علماء، ڈاکٹر، قاری فیوض الرحمٰن، ج: ۲، ص: ۹۲۹
Mashahir Ulama, Dr Qari Foyuz Al-Rahman,Vol:02, P:292

۱۶۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ تحریک آزادی کشمیر منزل بہ منزل، ترابی، الیف الدین، البدر پبلی کیشنز ۲۳ راحت مارکیٹ اردو بازار، لاہور، ص: ۴۲۔۴۷، ط: ۱، سنِ ۱۹۹۱ء۔
Tahrik Azadi Kashmir Manzal ba Manzal, Turabi, Alif-al-Din, Al-Badar Publications, 23 Rahat Market, Urdu Bazar Lahore, 1991ac, PP:42-47

۱۷۔ اس پیٹی میں اہم دستاویزات ہوتی تھیں جو مولانا کے قلم سے آزادی کشمیر اور اس کے طریقوں اور پروگراموں کے بارے میں تحریر کی جاتی تھیں۔تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ۔ ہمارا ادب مشاہیر نمبر، محمد یوسف ٹینگ، ج: ۲، ص: ۲۳۵۔۲۳۷
Hamara Adab, Mashahir No, Muhammad Yousaf, Teng, Syed Nabiyya Andrabi, Vol:2,PP:235-237

۱۸۔ ہمارا ادب مشاہیر نمبر، محمد یوسف ٹینگ، ج: ۲، ص: ۲۳۷۔۲۳۸
Hamara Adab, Mashahir No, Muhammad Yousaf, Teng, Syed Nabiyya Andrabi, Vol:2,PP:237-238

۱۹۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ نفحۃالعنبر فی حیاۃ امام العصر الشیخ انور، محمد یوسف بنوری، مولانا، کراچی، ص: ۲۵۰، س ن: ۱۹۶۹

Nafhat al-Anbar fi Hiyat Imam al-Asar Al-Sheikh Anwar, Muhammad Yousaf Binori, Karachi, 1969ac, P:250

۲۰۔ پوری نظم کے لئے ملاحظہ ہو۔ مشاہیر علماء، ڈاکٹر، قاری فیوض الرحمٰن، ج:۲، ص:۹۳۲۔۹۳۳

Mashahir Ulama, Dr Qari Foyuz Al-Rahman,Vol:02, PP:932-933

۲۱۔ ہمارا ادب مشاہیر نمبر، محمد یوسف ٹینگ، ج:۲، ص:۲۳۷۔۲۴۰

Hamara Adab, Mashahir No, Muhammad Yousaf, Teng, Syed Nabiyya Andrabi, Vol:2,PP:237-240

۲۲۔ ہمارا ادب شخصیات نمبر(۴)، محمد یوسف، ٹینگ، جموں وکشمیر اکیڈمی آف آرٹ اکلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر، ص:۱۱۷، سن:۱۹۸۷ء۔۱۹۸۸ء

Hamara Adab, Shaksiyyat No (4), Muhammad Yousaf, Teng, Jamu o Kashmir Acedemy of Art and Culture Languages, Sirinagar, 1987ac -1988ac, P:117